۲۰۵۸

حضرت اقدس شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں:

(۱) کہ تبدیلی جنس کا کیا حکم ہے؟ اگر کسی مرد کے اندر کچھ زنانہ جسمانی علامتیں ہوں اور ان کو ختم کر کے مکمل مرد بنا دیا جائے، یا کسی عورت کے اندر کچھ مردانہ جسمانی علامتیں ہوں اور اس کو آپریشن کر کے مکمل عورت بنا دیا جائے۔

(۲) یا اگر کسی مرد کے اندر کچھ زنانہ جسمانی علامتیں ہوں تو اس کو آپریشن کر کے مکمل عورت بنا دیا جائے۔ یا کسی عورت کے اندر کچھ مردانہ جسمانی علامتیں ہوں تو اس کو آپریشن کر کے مکمل مرد بنا دیا جائے۔ (۳) یا اس میں دونوں طرح کی علامتیں برابر ہوں، اور آپریشن کے ذریعہ مکمل طور پر ایک جنس بنا دیا جائے، یا اس میں ایک جنس غالب ہو جائے۔ تو ان صورتوں میں تبدیلی جنس کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور

(۴) بالفرض کسی نے اپنا جنس تبدیل کر دیا تو کیا اس پر عائد ہونے والے احکامات بھی تبدیل ہو جائیں گے یا نہیں؟

جیسا کہ لڑکا اگر لڑکی بن جائے تو کیا اس پر لڑکیوں والے احکامات جاری ہوں گے، اور وہ شریعت کی نظر میں لڑکی شمار کی جائے گی؟ یا شریعت کی نظر میں یہ لڑکا ہی باقی رہے گا؟

اس کے بالعکس اگر کوئی لڑکی لڑکا بن جائے تو اس کا شریعت کے رو سے کیا حکم رہے گا؟ وہ شریعت کی نظر میں لڑکی شمار کی جائے گی یا اس پر لڑکے والے احکامات جاری ہوں گے؟

(۵) اور اگر خنثیٰ مشکل اپنے جنس کو تبدیل کر کے ایک جنس ہو جائے تو اسے جس جنس میں سے وہ ہو گیا ہے اس میں شمار کیا جائے گا یا وہ خنثیٰ ہی باقی رہے گا؟

(۶) اس قسم کے آپریشن کا کرنا ڈاکٹر کیلئے جائز ہے یا خلقت میں تبدیلی کے مرادف ہوگا؟

دعاؤں کا طالب گار
محمد ندیم اختر ندوی
۲۸ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

(جوابات منسلک ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

جوابات سے قبل بطورِ تمہید یہ جاننا مناسب ہے کہ مرد یا عورت کا آپریشن یا ادویات کے ذریعے جنس تبدیل کرنا ''تغییرِ لخلق اللہ'' میں داخل ہے جو قرآن وحدیث کی رو سے ناجائز اور حرام ہے۔ ہاں اگر کسی مرد میں کچھ علامتیں زنانہ ہوں یا کسی عورت میں کچھ علامتیں مردانہ ہوں یا ایک شخص میں مردانہ وزنانہ دونوں علامتیں یکساں طور پر موجود ہوں تو چونکہ مرد میں زنانہ علامتوں کا ہونا یا عورت میں مردانہ علامتوں کا ہونا یا دونوں علامتیں مساوی طور پر ہونا عیب ہے اس لئے ازالۂ عیب کی غرض سے مخالف جنس کی علامتوں کو علاج یا آپریشن کے ذریعے ختم کرنا اور مکمل مرد یا مکمل عورت بننا شرعاً جائز ہے۔ اس تمہید کے بعد سوال میں تبدیلیٔ جنس کی جو صورتیں ذکر کی گئی ہیں ان کا حکم بالترتیب درجِ ذیل ہے:

(۱)......اگر کسی مرد میں کچھ زنانہ جسمانی علامتیں ہوں تو ان علامتوں کو ختم کر کے کامل مرد بننا، اسی طرح اگر کسی عورت میں کچھ مردانہ جسمانی علامتیں ہوں تو ان علامتوں کو ختم کر کے کامل عورت بننا، خواہ آپریشن کے ذریعہ ہو یا ادویات کے ذریعہ، شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ مرد میں زنانہ علامت ہونا یا عورت میں مردانہ علامت ہونا عیب ہے اور عیب کا ازالہ کرنا شرعاً جائز ہے۔

(۲)......اگر کسی مرد میں مردانہ علامات غالب ہوں لیکن کچھ زنانہ جسمانی علامتیں بھی ہوں تو ان زنانہ علامتوں کو مزید پختہ کر کے اور مردانہ خدوخال اور صلاحیتوں کو ختم کر کے مکمل عورت بننا، اسی طرح اگر کسی عورت میں زنانہ خصوصیات کے ساتھ کچھ مردانہ جسمانی علامتیں بھی ہوں تو ان مردانہ علامتوں کو مزید پختہ کر کے اور زنانہ صلاحیتوں اور خدوخال کو ختم کر کے مکمل مرد بننا، خواہ آپریشن کے ذریعہ ہو یا ادویات کے ذریعہ، شرعاً ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ دونوں صورتیں ازالۂ عیب میں داخل نہیں بلکہ ''تغییرِ لخلق اللہ'' میں داخل ہیں جو ناجائز اور حرام ہے۔

(۳)......مردانہ وزنانہ مساوی علامتوں کے حامل شخص میں علاج کے ذریعہ کسی ایک جنس کو غالب کرنا شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ بیک وقت دونوں علامات کا ہونا عیب ہے۔

(۴)......جو جنس غالب ہو یا ازلۂ عیب کے بعد جو جنس واضح طور پر غالب آجائے اسی کے احکام لاگو ہونگے بشرطیکہ جو جنس اختیار کی گئی ہو وہ غالب ہو، خنثی مشکل نہ ہو۔

فی الدرالمختار (٧٢٧/٦)

فإن بال [الخنثىٰ] من الذكر فغلام وإن بال من الفرج فأنثى وإن بال منهما فالحكم للأسبق وإن استويا فمشكل ولا تعتبر الكثرة) خلافا لهما هذا قبل البلوغ (فإن بلغ وخرجت لحيته أو وصل إلى امرأة أو احتلم) كما يحتلم الرجل (فرجل وإن ظهر له

(جاری ہے)

ثدی أو لبن أو حاض أو حبل أو أمكن وطؤه فامرأة وإن لم تظهر له علامة أصلا أو تعارضت العلامات فمشكل) لعدم المرجح ۔

وفی الهندیه (٤٣٨/٦)

ولیس الخنثی یکون مشکلا بعد الإدراك علی حال من الحالات لأنه إما أن یحبل أو یحیض أو یخرج له لحیة أو یکون له ثدیان کثدیی المرأة وبهذا یتبین حاله وإن لم یکن له شیء من ذلك فهو رجل لأن عدم نبات الثدیین کما یکون للنساء دلیل شرعی علی أنه رجل کذا فی المبسوط لشمس الأئمة السرخسی رحمه الله تعالی ۔

(۵)......موجودہ جنس میں شمار کیا جائیگا، اب خنثیٰ مشکل باقی نہیں رہے گا۔

(۶)......اوپر جو صورتیں ذکر کی گئی ہیں ان میں سے جائز صورتوں میں علاج یا آپریشن کرنا ڈاکٹر کے لئے جائز ہے، اور ناجائز صورتوں میں علاج یا آپریشن کرنا جائز نہیں سخت گناہ ہے۔(مأخذہٗ التبویب بتغییر :۴۶/۹۷۷)

قال الله سبحانهٗ وتعالیٰ (النساء : ۱۱۸،۱۱۹)

لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ۔

وفی الصحیح للبخاریؒ (کتاب اللباس ، باب المتفلجات للحسن)

عن علقمة قال عبد الله : لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق الله تعالی مالی لا ألعن من لعن النبی صلی الله علیه وسلم وهو فی کتاب الله " وما آتاکم الرسول فخذوه " ۔

وفی تکملة فتح الملهم (١٩٥/٤)

والحاصل ان کل ما یفعل فی الجسم من زیادة أو نقص من أجل الزینة بما یجعل الزیادة أو النقصان مستمراً مع الجسم وبما یبدو منهٗ أنهٗ کان فی اصل الخلقة هکذا فانهٗ تلبیس وتغییر منهی عنهٗ ۔ وأما ما تزینت به المرأة لزوجها من تحمیر الأیدی أو الشفاه أو العارضین بما لایلتبس بأصل الخلقة فانهٗ لیس داخلاً فی النهی عند جمهور العلماء ۔ وأما قطع الاصبع الزائدة ونحوها فانهٗ لیس تغییراً لخلق الله وانهٗ من قبیل ازالة العیب أو مرض ، فأجازهٗ اکثر العلماء خلافاً لبعضهم ۔ .... **واللہ تعالیٰ أعلم**

(بندہ محمود الحسن عفی عنہٗ)

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۹/ جمادی الاولی ۱۴۳۳ھ

22/اپریل 2012ء

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفراللہ
۲۹/۵/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالمنان عفی عنہ
۲۹/۵/۱۴۳۳ھ